

خلاصۃ سیر سید البشر " از محب الطبری کا تجزیاتی مطالعہ"

Analytical Study of Sirah Book “*Khulaṣa Siyar Sayyed al-Bashar (SAW)*” by Muhib al-Ṭabri(694AH)

Muhammad Aleem

Ph D Scholar, Department of Hadith & Sirah, AIOU, Islamabad;
aleem365@gmail.com

Abstract

Seventh century(AH) has seen beginning of a great movement generally in all branches of Islamic knowledge, specially in the field of sirah writing. This great movement submerges seventh to ninth century AH. *Ahmed Bin Abdullah Muhib al Ṭabri*(694AH) is one of the prominent writers of this period who authored number of books on Sirat of Prophet Muhammad (SAW). *Khulaṣa Siyar Syed al-Bashar* is a short book which gives a brief account of life of the Prophet Muhammad (SAW) and other relevent topics of Sirah. This book comprises of 24 sub chapters including life story, personality, manners, miracles, wives; children; close companions; servants(R.A), belongings and weapons of the Holy Prophet (SAW). The authenticity of text through comparison of printed book and manuscripts has been validated. No of prints and manuscripts were collected from online sources of manuscript and book collections. Comparative Analysis methodology was adopted to highlight features and characteristics of this book and style of the writer against other short sirah books and authors of earlier times and especially of seventh century. The writer of this book used multiple sirah sources and sometimes gave reference of them. He accepted both authentic and non-authentic (Thaeef/weak) narratives of sirah sources; usually analyzed critically and preferred more authentic sometimes unique account of the story. He adopted subjective approach to arrange his material, like other precis writers of sirah and although his methodology was not uniform yet he successfully presented comprehensive information on sirah of the Holy Prophet (SAW) in few pages.

Key Words: Islam, Sirah, Muhammad, *Khulaṣa Siyar Syed al-Bashar*, Muhib al Ṭabri, Concise Biography.

علامہ محب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن ابراہیم الطبری (المتوفی 694ھ) ساتویں صدی ہجری کے ممتاز عالم، فقیہ، مورخ اور سیرت نگار ہیں۔ علامہ 615ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، تمام عمر مکہ مکرمہ میں گزاری اور 694ھ میں مکہ میں ہی وفات پائی۔ بڑے محدث اور شیخ الحرم تھے۔ علامہ نے پوری زندگی علم دین کی خدمت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزاری اور تصانیف کا ایک گراں قدر اور قیمتی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

اتجاهات الكتابة في السيرة النبوية خلال القرن السابع الهجري - عرض و نقد¹ میں محب الطبری کی مندرجہ ذیل چار کتب سیرت کا نام لیا گیا ہے۔

1. السمط الثمين في مناقب امهات المؤمنين 2. الرياض النضرة في مناقب العشرة

3. القرى في ساكن ام القرى 4. ذخائر العقبي في مناقب ذوي القربى

بروکلمان نے بھی محب الطبری کے تعارف میں خلاصہ السیر کے علاوہ ان کی درج ذیل کتب سیرت کا تذکرہ کیا ہے۔

1. صفوة القرى في صفة حجة المصطفى و طوافه بأم القرى

2. ثمة مختصر من "القرى لقصيدة ام القرى"²

زیر نظر کتاب "خلاصہ سیر سید البشر" علامہ موصوف کی مختصر کتاب سیرت ہے، جو سیرت اور متعلقات سیرت کے اہم مضامین کا احاطہ کرتی ہے۔ سیرت نگاری کا ایک مقبول رجحان مختصر نگاری کا بھی ہے، جس میں ایک مختصر رسالہ، کتابچہ یا کسی بڑی کتاب کے ایک مختصر باب کی صورت میں حیات مبارکہ اور سیرت کے اہم متعلقات پر مواد پیش کیا جاتا ہے۔ اس رجحان کی ابتدا امام بخاری^(المتوفی 256ھ) کی تاریخ الکبیر اور احمد بن ابی یعقوب، ابن واضح^(المتوفی 292ھ) کی تاریخ یعقوبی سے ہوئی۔ بعد ازاں یہ روایت علامہ احمد بن فارس الرازی^(المتوفی 395ھ) کی اوجز السیر لخير البشر اور متعدد و قبح آزاد رسائل کی صورت میں صدیوں پر محیط سیرت کے ادب کا اہم حصہ بن گئی، جن میں المختصر الکبیر فی سیرة الرسول ﷺ از عز الدین عبدالعزیز بن بدر الدین الکنانی^(المتوفی 767ھ)، علامہ عبدالغنی

¹ - الضويحي، صالح بن احمد بن جاسر، اتجاهات الكتابة في السيرة النبوية خلال القرن السابع الهجري - عرض

ونقد (رسالة لذكوراه)، جامعه ام القرى، المملكة العربية السعودية، 1417 هـ، ص 195

² - بروكلمان، تاريخ الأدب العربي محوله صدر، ج 6 ص 220

بن عبد الواحد المقدسی (المتوفی 600ھ) کی مختصر سیرۃ النبی و اصحابہ العشرة، مشہور صوفی امام محی الدین ابن عربی (المتوفی 638ھ) کی اختصار سیرۃ الرسول اور علامہ محب الدین احمد الطبری (المتوفی 694ھ) کی زیر نظر کتاب اہم ہیں۔ سیرت رسول اللہ ﷺ پر یہ کتاب مقبول ہوئی، جس سے بعد کے سیرت نگاروں نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب کے مخطوطات دنیا بھر کے ذخائر کتب میں موجود ہیں اور اس کی متعدد بار طباعت ہو چکی ہے۔ اس مضمون میں کتاب کے مضامین اور مؤلف گرامی کے منہج کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور مختصر سیرت نگاری میں اس کتاب کے مقام و مرتبہ کو اجاگر کیا گیا ہے۔

جن کتب میں فاضل مصنف اور ان کی کتاب کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں: کشف الظنون³، معجم ما کتبت عن الرسول (ص)⁴، ریحانة الأدب⁵، معجم ما أَلَّف عن رسول الله (ص)⁶، الوافی بالوفیات⁷، معجم المؤلفین⁸

- ³ - حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد الله (المتوفی 1067ھ)، کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، دار الكتب العلمية، بیروت، 1413ھ/1992م، ج 2، ص 718۔
- ⁴ - الرفاعي، عبد الجبار، معجم ما کتبت عن الرسول و أهل البيت صلوات الله عليهم، وزارة فرهنگ و ارشاد اسلامی، تھران، 1371، ج 1، رقم 2570 و ج 3 رقم 7034۔
- ⁵ - خیابانی، محمد علی تبریزی (المتوفی 1296 قمری)، ریحانة الادب في تراجم المعروفين بالكنية واللقب، انتشارات خیام، 1995، ج 5 ص 223
- ⁶ - المنجد، صلاح الدین، معجم ما أَلَّف عن رسول الله ﷺ، دار الكتب الجديد، بیروت، ط: الأولى، 1402ھ/1982م، ص 108
- ⁷ - الصفدی، صلاح الدین خلیل بن أيبك (المتوفی 764ھ)، الوافی بالوفیات، (تحقیق: أحمد الأرنؤوط وترکی مصطفی)، دار إحياء التراث، بیروت، 2000م، ج 7 ص 90
- ⁸ - كحالة، عمر بن رضا بن محمد راغب (المتوفی 1408ھ)، معجم المؤلفین، دار إحياء التراث العربي، بیروت، ج 1 ص 298۔ (کمالہ نے ترجمہ مؤلف کے لیے متعدد ماخذوں کی نشاندہی کی ہے)

مخطوطات / طباعتیں:

محب الطبری کی کتاب خلاصہ سیر سید البشر ایک مقبول کتاب ہے، جس کی متعدد طباعتیں ہو چکی ہیں اور اس کے مخطوطات دنیا بھر کی مختلف لائبریریوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ خلاصہ السیر کی اشاعت پہلی بار سنہ 1323 ہجری میں مصر سے اور دوسری بار سنہ 1343 میں ہندوستان سے اشاعت ہوئی اور اس کے بعد متعدد اشاعتیں ہوئیں، جن میں سے دارالمودۃ کا نسخہ اس مقالہ میں پیش نظر ہے۔⁹ اس کتاب کی مذکورہ ہندوستانی اشاعت کا حوالہ بروکلیمان نے بھی دیا ہے، جو اگرچہ بہت معروف نہیں ہے، مگر اس نسخہ کی اہمیت اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کی نقل، تصحیح، حل لغات اور حاشیہ کی ترتیب ممتاز ترین محقق علامہ عبدالعزیز مبینی، جب وہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں استاد تھے، نے کی تھی۔ اس وقت سنہ 1329ھ میں علامہ مبینی نے اس کتاب کی، اس نسخہ سے نقل کی تھی جو 918ھ کے لکھے ہوئے نسخہ کی نقل تھا، بعد میں اس پر حاشیہ لکھے اور یہ خدمت مولانا محمد جونا گڑھی کی فرمائش پر انجام دی تھیں¹⁰۔ اس کتاب کی ہندوستانی اشاعت کی خبر ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی نے بھی دی ہے وہ لکھتے ہیں: "سیرت نبوی پر محب الدین ابی جعفر احمد بن عبداللہ طبری کا کتابچہ "خلاصہ السیر فی احوال سید البشر"، جو 24 فصلوں اور 54 صفحات پر مشتمل ہے، حال ہی میں ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم مدرس مدرسہ محمودیہ، دہلی (اجیری دروازہ) نے مرتب کر کے دفتر اخبار محمدی سے 1343 میں شائع کیا۔ شروع میں مرتب نے مصنف کتاب کا ایک صفحہ کا سوانحی خاکہ بھی لکھا ہے¹¹۔ اس کے علاوہ جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد (انڈیا) سے اس کتاب کی تدوین پر ڈاکٹر محمد عبدالغفار خان نے 1991ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی جسے بعد ازاں 2005ء میں دائرۃ المعارف العثمانیہ نے شائع بھی کیا۔

⁹ - الطبري، محب الدین أحمد بن عبد الله بن محمد بن أبي بكر بن إبراهيم (694 هـ)، خلاصہ سیر سید البشر، (محقق: محمد بن انسان فرحات)، دار المودۃ، مصر، ط: الاولي، 2011 م۔

¹⁰ - گنگوہی، مولانا مفتی محمود حسن، سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (اردو ترجمہ خلاصہ السیر)، ص 7

¹¹ - صدیقی، ڈاکٹر محمد یاسین مظہر، ہندوستان میں عربی سیرت نگاری: آغاز و ارتقاء مشمولہ مقالات سیرت، مکتبہ اسلامیہ، لاہور،

برصغیر کے حوالے سے ایک اہم بات یہ ہے کہ ہندوستان کے متعدد ذاتی اور قومی کتب خانوں اور مدارس اسلامیہ کے ذخیروں میں خلاصہ السیر کے بیس سے زائد قلمی نسخے موجود ہیں¹² اس کے علاوہ دنیا کے متعدد ذخائر و مکتبات میں اس کتاب کے مخطوطات موجود ہیں، جو اس کی مقبولیت کی علامت اور دلیل ہے۔ بروکلیمان اور عبد الجبار الرفاعی نے محب الطبری کی کتاب خلاصہ سیر سید البشر کے بعض مخطوطات کی مختلف لائبریریوں میں موجودگی کی معلومات فراہم کی ہیں، جن کا اندراج لائبریری اور رقم مخطوطہ کے اعتبار سے ذیل میں کیا گیا ہے۔

دار الکتب المصریة 460 تاریخ، و 23177 ب، جامعة اسطنبول عربي رقم 1089، الجامع الكبير بصنعاء رقم 1211 و 2125، الظاهرية رقم 6033، آيا صوفيا 3189، اسکیلیب 1177¹³۔
باریس اول 1546، الأمبروزیانا C124، iii (بحوالہ مجله 598/VR0S)، بیروت 95، القاهرة
ثان 5/170، الإسكندرية تاريخ 7، بشاور 1432، آصفية 1/366، 2:15، رامپور اول 653:
1417۔

مقدمہ کتاب

کتاب کاراوی بیان کرتا ہے کہ سال 798 ہجری یکم محرم الحرام کو علامہ محب الدین الطبری نے کعبہ معظمہ کے سامنے اس کتاب کی قرأت کی۔ کتاب کی ابتداء میں مضامین کی فہرست بطور خلاصہ بیان کی اور بیان کیا کہ میں

¹² - گنگوہی، مولانا مفتی محمود حسن و مولانا اظہار الحسن کاندھلوی، سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (اردو ترجمہ خلاصہ السیر)، مفتی الہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ، مقدمہ، ص 23

¹³ - مخطوطات کی درج بالا فہرست علامہ الرفاعی کی محولہ صدر معجم ما کتب عن الرسول و اهل البيت سے ماخوذ ہے، اس سے آگے مذکورہ مخطوطات بروکلیمان نے ذکر کیے ہیں، جن کا حوالہ آگے آرہا ہے۔ تاہم اس کے دو پاکستانی مخطوطات، جن کا ذکر کسی مذکور فہرست نگار نے نہیں کیا، بلکہ مقالہ نگار کو وہ جامع المخطوطات کی سائٹ سے ہند کے مخطوطات کے ذخیرہ سے ملے ہیں، جہاں ان کی موجودگی کے مکتبہ کا محض اندراج بھی کیا گیا تھا۔ ان کے فوٹوز مقالہ نگار کے پاس جب کہ ان کے اصل مکتبہ الزاهدیہ نیو سعید آباد کراچی اور مکتبہ معروفیہ ٹیاری میں محفوظ ہیں)۔ انٹرنیٹ پر ان کے حصول کا پتہ حسب ذیل ہے:

/المکتبات-الهندية/17018/admin/wqf.me/https://

¹⁴ - بروکلیمان، تاریخ الأدب العربي (تعریب د- عبد الحلیم النجار)، دار المعارف، مصر، ط: الثالثة- ج 6 ص 220۔
بروکلیمان نے اس کتاب کے متعدد مخطوطات کی اطلاع دی ہے اور اسی سے ماخوذ ایک کتاب نقیۃ الاثر کی مکتبہ خدائش، پٹنہ اور

نے اسے غلٹ میں بارہ چھوٹی بڑی کتابوں سے مختصر کیا ہے اور اس کا نام خلاصہ سیر سید البشر رکھا ہے، جو کہ 24 فصول پر مشتمل ہے۔

عناوین کتاب

اس کتاب میں جن عنوانات پر بحث کی گئی ہے وہ یہ ہیں 1- رسول اللہ ﷺ کا نسب شریف 2- ولادت مبارکہ 3- مختصر احوال 4- آپ ﷺ کے غزوات 5- نبی اکرم ﷺ کے حج اور عمروں کا بیان 6- نبی اکرم ﷺ کے اسمائے مبارکہ 7- نبی اکرم ﷺ کی صفات اور حلیہ مبارک 8- نبی اکرم ﷺ کی معنوی صفات 9- نبی اکرم ﷺ کے معجزات 10- نبی اکرم ﷺ کی ازواج 11- نبی اکرم ﷺ کی اولاد 12- نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں کی شادیوں اور اولادوں کا ذکر 13- آپ ﷺ کے چچا اور پھوپھیاں 14- وہ غلام اور باندیاں جن کو نبی اکرم ﷺ نے آزاد فرمایا 15- نبی اکرم ﷺ کے خادموں کا ذکر 16- غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے پہرہ دار اور محافظ 17- نبی اکرم ﷺ کے قاصد 18- نبی پاک ﷺ کے کاتب 19- آپ ﷺ کے رفقاء اور نجباء 20- آپ ﷺ کے گھوڑے 21- نبی کریم ﷺ کے دیگر مویشی 22- نبی کریم ﷺ کے ہتھیار 23- حضور ﷺ کے کپڑے اور گھر یلو سامان اور آخری فصل حضور اکرم ﷺ کی وفات۔

بانگی پور میں موجودگی کی خبر دیتے ہوئے بروکلیمان کے عربی ترجمہ میں لکھا ہے: و منه نقایة الاثر لابی بکر محمد بن أحمد بن الحسن، بنکیپور 1034: 15، پاتنے 2/535، 2880، اسی کتاب نقایة الاثر کے بارے میں مکتبہ الملک فیصل کی فہرست مخطوطات میں رقم تسلسل 73814 کے تحت بھی اس کے مخطوطات کا مکتبہ خدا بخش، پٹنہ میں رقم 15/1034 و 2/535 و 2880 کے تحت موجودگی کا اندراج کیا گیا ہے اور اسے نقایة الاثر من خلاصہ سیر سید البشر کے عنوان سے ابن الحسن، محمد بن احمد کی تالیف بتایا گیا ہے۔ الحلو، عبد الفتاح محمد، خزانة التراث - فہرس مخطوطات، مطبعة مرکز الملك فیصل للبحوث و الدراسات الإسلامية، الرياض (عدد الأجزاء: ثمانية)، رقم 73814۔ بروکلیمان نے متعدد مخطوطات کے ساتھ، مکتبہ فرنیہ کے جس مخطوطہ کی خبر دی ہے، وہ دراصل ایک مجموعہ ہے جو 226 اوراق پر مشتمل ہے، جس کے ورق رقم ص 198 سے 221 تک خلاصہ سیر سید البشر ہے۔

<http://archivesetmanuscripts.bnf.fr/ark:/12148/cc29504d> Dated:6-2-2020

مؤلف گرامی نے سیرت کے عمومی بیان کے علاوہ 22 غزوات، 11 مدخول بہن ازواج، ایسی خواتین جن سے دخول نہیں ہوا، گیارہ چچا۔ چھ پھوپھیاں، اکتیس موالی، سات آزاد کردہ باندیاں، گیارہ آزاد خدام، آٹھ پہرہ دار، گیارہ قاصد، تیرہ (13) کاتب، بارہ (12) رفقاء نجباء کا ذکر کرتے ہوئے ان کی فہارس فراہم کی ہیں۔ نیز آپ ﷺ کے مویشی، جانوروں، اسلحہ کے نام اور تعداد کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

منہج کتاب

محب الطبری نے اپنا منہج بیان نہیں کیا اور متن کا مطالعہ بھی کسی خاص قاعدے کی پیروی کی طرف رہنمائی نہیں کرتا۔ مؤلف نے اپنی افتاد طبع کے مطابق ابواب و فصول قائم کیے اور ان میں اپنی مرضی کی معلومات جمع کیں۔ اسی وجہ سے ان کی فصول کی ترتیب اور معلومات کی تقسیم میں توازن نہیں ہے۔ کئی دور کو زیادہ جگہ دی گئی ہے اور مدنی واقعات کا تذکرہ بہت کم ہے۔ خصائص اور معجزات کی فصول زیادہ طویل ہیں۔ واقعہ کی زمانی تحدید کا البتہ خیال رکھتے ہیں۔ مختلف روایات میں کبھی ترجیح سے کام لیتے ہیں اور کبھی عدم ترجیح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ضعیف روایات بھی لائے ہیں اور کبھی کسی روایت کے ضعف کی طرف مہول صیغے کے استعمال سے اپنے عدم اطمینان کا اشارہ بھی کر دیا ہے۔ واقعات کی جزئیات بیان کر کے معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ موضوعات اور معلومات کے ضمن میں نئے اضافے بھی کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر جمہور کے اقوال کی مخالفت بھی کی ہے۔

کتاب کی خصوصیات

سطور ذیل میں زیر تحقیق کتاب کی خصوصیات کو ضروری تفصیلات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس کی مثالیں بھی ذکر کی گئیں ہیں تاکہ اس کا اسلوب واضح ہو سکے اور اس سے استفادہ کرنا آسان ہو جائے۔

اقوال کی ترجیح

علامہ محب الدین الطبری نے جب کسی قول کو ترجیح دینی ہو تو عموماً اسے پہلے لاتے ہیں اور پھر دیگر اقوال کے بعد کہتے ہیں "والاول اصح۔ یعنی پہلا قول صحیح ترین ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب میں جن اقوال کو ترجیح دی ہے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1. سلسلہ نسب کے ضمن میں مصنف نے قریش کے بارے میں مختلف اقوال میں سے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ قریش، نضر کی اولاد میں سے تھے اور دیگر اقوال کی طرف صرف اشارہ کر کے اس قول کو صحیح ترین اور مشہور قول قرار دیا ہے۔¹⁵
2. اسی طرح فاضل مصنف نے نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ پھر اس سلسلے میں مختلف اقوال بیان کر کے پہلے قول کو ترجیح دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف اقوال کے بیان کا اہتمام کیا ہے ان اقوال کے دلائل ذکر نہیں کئے اور نہ اپنے راجح قول پر دلائل دئے ہیں۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ چونکہ آپ سیرت کا خلاصہ پیش کرنے کی طرف متوجہ تھے اگر دلائل ذکر کرتے تو یہ خلاصہ نہ رہتا بلکہ بات لمبی ہو جاتی۔¹⁶
3. اس طرح جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی کی وفات کا قول ذکر کیا ہے تو دوسرے اقوال کے ذکر کرنے کے بعد اس قول کو صحیح قرار دیا ہے کہ آپ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔
4. رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کے 63 سال ہونے کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں: وَتَوَفَّى ﷺ وَقَدْ بَلَغَ مِنَ السِّنِّ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ سَنَةً وَقِيلَ خَمْسًا وَسِتِّينَ وَقِيلَ سِتِّينَ وَالْأُولَى أَصْحَبَ فِي يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ حِينَ اشْتَدَّ الضُّحَى لِإِثْنَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَّتْ مِنْ ربيع الأول-¹⁷ اور جب آپ ﷺ تریسٹھ سال کی عمر کو پہنچے ایک قول کے مطابق پینسٹھ سال اور ایک کے مطابق ساٹھ سال لیکن پہلا قول صحیح ترین ہے تو آپ ﷺ نے پیر کے دن بارہ ربیع الاول تقریباً چاشت کے وقت وصال فرمایا۔

¹⁵ - الطبري ، خلاصه سير سيد البشر، ص 13

¹⁶ - نفس مصدر، ص 23

¹⁷ - الطبري ، خلاصه سير سيد البشر، ص 178

اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا سیرت کے بیان کرنے کا اسلوب کیا تھا اور کس طرح اختصار کے ساتھ دیگر اقوال کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اصح قول کو بھی بتا دیتے ہیں۔

عدم ترجیح

مؤلف نے کئی روایات و اقوال میں عدم ترجیح کا رویہ بھی اختیار کیا ہے جس کی مثالیں درج ذیل ہیں

1. ولادت مصطفیٰ ﷺ کی مختلف تاریخیں لکھی ہیں لیکن کسی تاریخ کو ترجیح نہیں دی۔
2. تحویل قبلہ سے قبل بیت المقدس کی طرف مدینہ طیبہ میں 16 یا 17 ماہ رخ کر کے نماز پڑھی۔ ان دونوں اقوال میں سے کسی کو بھی ترجیح نہیں دی۔

ضعیف روایات

محب الطبری نے جہاں معتبر اخبار و روایات نقل کی ہیں، وہاں بہت سی ضعیف روایات اور علما کی طرف سے موضوع قرار دی گئی روایات کو بھی اپنی کتاب میں درج کیا ہے، مثلاً رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے زندہ کیے جانے اور آپ پر ایمان لانے کی روایت، جسے متعدد وجوہ سے ضعیف ہونے کی بنا پر علما نے موضوع قرار دیا ہے¹⁸، اس روایت کو مؤلف نے اپنی سند سے بطریق عروۃ بن زبیر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے¹⁹۔ اس کے علاوہ جو ضعیف روایات نقل کی ہیں، ان کا اجمالی بیان درج ذیل ہیں۔ جمرۃ الوسطی کے پاس ایام تشریق کے دوران حمل نبوی، ولادت کے وقت کے معجزات، جن میں ایوان کسریٰ کے کنگروں کا ٹوٹنا، نارفارس کا بچھ جانا اور بحیرہ سادہ کا خشک ہو جانا، شام کے سفر میں دونوں راہبوں کی پیشگوئیاں، بعض جانوروں اور درختوں وغیرہ کی نبوت کی شہادت دینا، رسول اکرم اللہ علیہ وسلم کے سامان جنگ میں حضرت داؤد کی زرہ کا شامل ہونا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد غسل نہ دینے کی ندائے ابلیس اور غسل دینے کی ندائے خضر وغیرہ جیسی ضعیف روایات کو بھی نقل کر دیا گیا ہے۔

¹⁸ - الذہبی، محمد بن أحمد بن عثمان (المتوفی: 748ھ)، تلخیص کتاب الموضوعات لابن الجوزی (محقق: أبو

تیمم یاسر بن إبراهيم بن محمد)، مکتبۃ الرشد، الرياض، ط: الأولى، 1419ھ / 1998م

¹⁹ - الطبری، خلاصۃ سیر سید البشر، ص 17

والدہ ماجدہ کے بعد وفات زندہ ہو کر ایمان لانے کی روایت کو اگرچہ سند سے ذکر کیا ہے، تاہم راوی کا ذکر صیغہ مجہول میں کرتے ہوئے، اس سند پر خود مؤلف کے بھی عدم اطمینان کو ظاہر کرتا ہے۔²⁰ اسی طرح یہ روایت کہ جب رسول اللہ ﷺ سے آپ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر تعزیت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا "الحمد لله دفن البنات من المكرمات"²¹۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے اور علامہ البانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے²²

جمہور سے اختلافی روایات

مندرجہ ذیل واقعات سیرت میں مؤلف نے جمہور کی رائے کے خلاف رائے ذکر کی ہے۔

1. مؤلف گرامی نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے والد خویلد بن اسد کے ذریعے انجام پذیر ہونے کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ واقدی نے صراحت سے ان کے چچا کے ذریعے سے نکاح ہونے کا ذکر کیا ہے اور ابن ہشام نے ان کے بھائی عمرو بن خویلد کے ذریعے سے نکاح ہونے کی بات کی ہے۔
2. شادی کے وقت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھائیس سال بیان کی ہے۔
3. علامہ الطبری نے غزوہ ذات الرقاع سن 3 ہجری میں ہونا بیان کیا ہے، جبکہ دیگر علماء نے، جن میں علامہ ابن قیم بھی شامل ہیں، ذات الرقاع کا خندق کے بعد وقوع پذیر ہونا بیان کیا ہے، کیونکہ ذات الرقاع میں صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہوا، جبکہ غزوہ خندق میں صلاۃ الخوف نہیں تھی۔
4. غزوات کی تعداد کے بارے میں 22، 19، 25، اور 27 کے اقوال ذکر کر کے 22 والے قول کو ترجیح دی ہے۔ حالانکہ ابن اسحاق نے غزوات کی تعداد 25 اور واقدی و ابن سعد نے 27 بیان کی ہے۔

²⁰ - نفس مصدر، ص 17

²¹ - نفس مصدر، ص 122

²² - الألبانی، محمد ناصر الدین، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، دار المعارف، الرياض، ط: الأولى، 1412 هـ / 1992 م (عدد الأجزاء: 14)، رقم حديث 185 و 186، ج 1 ص

تقدیم و تاخیر مضامین

محب الطبری نے واقعات سیرت کے بیان میں مکی دور میں اگرچہ موضوعی ترتیب اختیار کی ہے لیکن اس کی ذیل میں ترتیب زمانی کا خیال رکھا ہے۔ تاہم کچھ مقامات پر واقعات کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کا شکار ہوئے ہیں، جس کا تذکرہ سطور ذیل میں کیا گیا ہے۔

1. رسول اللہ ﷺ کی رضاعت کے ذکر میں حلیمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر تفصیل سے کیا ہے اور شق صدر کے بعد آپ ﷺ کا والدہ ماجدہ کے پاس واپس آنا، یہ سارا ماجرہ بیان کر کے دوسری دائی ثویبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا یہ ترتیب کا نقص ہے۔

2. آپ ﷺ کے مکہ میں امین مشہور ہونے کی خبر بچپن کے فوراً بعد دے دی ہے اور بعد ازاں شام کے پہلے سفر کا ذکر کیا ہے اور بحیرا راہب کا قصہ بیان کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی شام کے دوسرے سفر کا ذکر کر دیا ہے۔

3. محب الطبری نے معراج کے ذکر کے بعد ہجرت کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک کا ذکر کیا اور ہجرت کی تاریخ ذکر کرنے کے بعد مواسم میں مختلف قبائل کے پاس آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کا ذکر کیا، پھر انصار کا قبول اسلام اور اس کے ساتھ ہی تحویل قبلہ کا ذکر کر دیا اور دوبارہ ہجرت کے ذکر کی طرف پلٹ آئے۔ واقعات کی یہ تقدیم و تاخیر قاری کے لیے الجھن کا باعث بن جاتی ہے اور تلاش کے وقت معلومات کو اپنے صحیح مقام پر پانے میں ناکامی یا مشکل ہوتی ہے۔

4. خیمہ ام مہدی اور سراقہ بن مالک کا ذکر کرنے کے بعد غار ثور میں کفار کا، آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے آجانے اور آپ سے حضرت ابو بکرؓ کی گفتگو کا مکالمہ درج کیا ہے۔ یہ مثالیں واقعات کو اپنے مقام سے ہٹا کر ذکر کرنے اور تقدیم و تاخیر کا شکار ہونے کی مظہر ہے۔

5. ازواج مطہرات کی فصل میں امام المنذری (المتوفی 656ھ)، علامہ الدمیاطی (المتوفی 705ھ)، علامہ ابن جماعہ (المتوفی 767ھ)، وغیرہ نے زمانی ترتیب کو اختیار کیا ہے اور امہات المؤمنین کا ذکر اس ترتیب سے کیا ہے، جس ترتیب سے ان کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادیاں ہوئی۔ محب الطبری نے حضرت ام حبیبہؓ کے ذکر میں تقدیم کا مظاہرہ کیا ہے اور انہیں پانچویں نمبر پر حضرت حفصہؓ کے بعد اور حضرت ام سلمہؓ سے پہلے ذکر کیا ہے، جبکہ زمانی ترتیب کے اعتبار سے ان کا ذکر حضرت جویریہؓ کے بعد اور حضرت صفیہؓ سے پہلے ہونا چاہیے

تھا۔ انہوں نے ترتیب میں ایک اور بھی تبدیلی کی ہے وہ یہ کہ ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ جن کا ذکر پانچویں نمبر پر آنا چاہیے تھا، ان کی جگہ پر حضرت ام حبیبہؓ کا ذکر کیا اور حضرت زینبؓ کا ذکر سب سے آخر میں کیا۔

تطبیقی اقوال

علامہ محب الطبری رحمہ اللہ نے بعض اختلافی واقعات اور اقوال میں تطبیق دے کر ان کے اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جس کی امثلہ درج ذیل ہیں۔

1. علامہ محب الطبری نے سیرت کی روایات میں اختلافی اقوال کو تطبیق دینے کی کوشش کی ہے مثلاً سب سے پہلے اسلام لانے کی بحث میں روایات کے بعد انہوں نے اس طرح سے تطبیق دی ہے کہ مردوں میں حضرت ابو بکرؓ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ اور بچوں میں حضرت علیؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
2. محب الطبری نے رسول اللہ ﷺ کے حج اور عمرہ کے متعلق افعال پر اختلافی اقوال ذکر کرنے کے بعد ان کو تطبیق دینے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلے میں اس موضوع پر اپنی ایک الگ تصنیف کا حوالہ دیا ہے۔

توقیت سیرت

فاضل مصنف نے سیرت کے واقعات کے وقت اور اس کے زمانے کی تحدید کرتے ہوئے یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ

1. بالعموم سالوں مہینوں اور ایام کے ساتھ عمر مبارک کی تحدید کرتے ہیں مثلاً دادا کی وفات کے وقت عمر شریف سفر شام کے وقت عمر مبارک، شادی کے وقت عمر 25 سال دو ماہ دس دن اور یہ بات علامہ ابن فارس (المتوفی 395ھ) کی کتاب "اوجز السیر" سے مختصر نگاروں نے اخذ کی ہے۔
2. علامہ محب الطبری نے کچھ غزوات کی زمانی تحدید ہجرت سے کی ہے اور کچھ کے وقت کا تعین اس سے قبل پیش آمدہ کسی غزوہ سے مہینوں اور دنوں کے فرق کے ساتھ کیا ہے اور کچھ غزوات کے وقت کی تعین مہینے سے نہیں کی بلکہ صرف سال ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

أ. ہجرت سے تحدید: غزوہ ودان، غزوہ بدر، غزوہ خندق، غزوہ خیبر، غزوہ غابہ، فتح مکہ، غزوہ تبوک

ب. ما قبل کے غزوہ سے تحدید وقت: غزوہ بواط کی غزوہ ودان سے، غزوہ سفوان، کرز بن جابر کی غزوہ بواط سے، غزوہ بنی النضیر غزوہ احد سے (غزوہ بنی النضیر غزوہ احد سے سے تحدید تو کی ہے لیکن خود بخود غزوہ احد کی تحدید مہینہ کے اعتبار سے نہیں کی)، غزوہ ذات الرقاع کی غزوہ بنی نضیر سے، غزوہ دومۃ الجندل کی غزوہ ذات الرقاع سے، غزوہ بنی المصطلق کی غزوہ دومۃ الجندل سے، غزوہ بنی قریظہ کی غزوہ خندق سے غزوہ بنی لحيان بنی قریظہ سے غزوہ حنین کی فتح مکہ سے۔

ج. عدم تحدید: درج ذیل غزوات کی صرف سال کی تحدید کی ہے مہینہ ذکر نہیں کیا۔ غزوہ بنی قینقاع غزوہ السویق، غزوہ بنی سلیم بالکدر، غزوہ غطفان جسے غزوہ انمار اور ذی امر بھی کہتے ہیں (غزوات بدر کے بعد کے عرصہ میں دوسرے سال میں پیش آئے۔)، غزوہ احد تیسرے سال میں پیش آیا اور غزوہ طائف آٹھویں سال میں پیش آیا۔

واقعات کی جزئی تفصیلات

علامہ الطبری نے اپنی کتاب میں سیرت کے بارے میں معلومات اور چھوٹی چھوٹی جزئیات شامل کی ہیں اور ہر مقام پر جملہ معترضہ کے طور پر اضافی معلومات فراہم کی ہیں۔ مثلاً ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت آدم علیہ السلام تک نسب بیان کرتے ہوئے خنوح کے نام پر لکھا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں اور لکھا ہے کہ وہ بنی آدم میں پہلے نبی علیہ السلام تھے اور انہوں نے ہی سب سے پہلے قلم سے لکھا، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل الرحمن لکھا ہے اور تارح کے نام پر وضاحت کی ہے کہ وہ آزر ہیں۔

سیرت قرآنی

مؤلف گرامی واقعات کے ضمن میں اگرچہ متعلقہ آیات لاتے ہیں تاہم سیرت میں قرآن سے استفادہ کا رجحان بہت کم مواقع پر نظر آیا ہے۔ مؤلف گرامی نے رسول اللہ ﷺ کے اسماء گرامی بشیر، نذیر، سراج منیر، رؤوف، رحمت للعالمین، محمد، احمد، طہ اور یسین کا قرآن حکیم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ کے اسماء گرامی عبد، عبد اللہ، نذیر اور مذکر کے لیے بالترتیب سورۃ الاسر 1، سورۃ الجن آیت 19، سورۃ الحجر آیت 89 اور سورۃ الغاشیہ آیت 21 کا حوالہ دیا ہے۔ مؤلف نے سیرت کے مختلف واقعات کے ضمن میں وارد شدہ آیات کا بارہ (12) مقامات

پر ذکر کیا ہے، جن میں سورۃ المائدہ آیت 67، سورۃ الانفال آیت 17، سورۃ الاسراء آیت 81، سورۃ الواضع آیات 80 اور 81، سورۃ الشقاق اور سورۃ المسد آیت 1 کا حوالہ شامل ہے۔

مآخذ کا حوالہ

محب الطبری نے متعدد مقامات پر قولی احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے اکثر مقامات پر روایت کرنے والے صحابی کا حوالہ دیا گیا ہے اور بعض مقامات پر "روی اور یقال" کا مجموعی صیغہ بھی استعمال ہوا ہے۔ جن صحابہ کرام کی روایات ذکر کی گئی ہیں ان میں حضرات ابو بکر، عمر، علی، انس، جابر بن سمرہ، زید بن ارقم، ابن عباس، جابر بن عبد اللہ، براء بن عازب، ابی ہریرہ، زہیر بن ابی سلمی، سلمی زوجہ ابی رافع، سلیمان فارسی، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اور محمد بن عبد الرحمن بن زرارة اور محمد بن مسلمہ رضوان اللہ علیہم شامل ہیں۔ علمائے سیرت میں سے ابن اسحاق (المتوفی 151ھ)، ابو معشر (المتوفی 171ھ)، موسیٰ بن عقبہ (المتوفی 141ھ)، ابن فارس (المتوفی 395ھ)، ابو سعد (المتوفی 292ھ)، کی شرف النسب، امام المنذری اور الامین العاصمی کا حوالہ، جبکہ کتب حدیث میں سے سنن ابن ماجہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مؤلف نے کتاب کے ابتدائی مقدمہ میں بتایا کہ انہوں نے 12 مآخذ سے اپنا مواد جمع کیا ہے تاہم تمام مآخذ کا حوالہ نہیں دیا۔ کئی ایک مقامات پر اپنی اسی کتاب کے کسی دوسرے مقام کا حوالہ دیا ہے، جسے انگریزی میں کراس ریفرنس کہتے ہیں، جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

1. حضرت خدیجہؓ کا تفصیلی ترجمہ دیتے ہوئے ان کی پہلے ذکر کردہ وفات کی تاریخ کا حوالہ یوں دیا ہے "وَمَاتَتْ عِنْدَهُ فِي التَّارِيخِ الْمُتَقَدِّمِ"²³ اور "وروی أَنَّهُ أُولَ مِنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ حَدِيحَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذَكَرَ ذَلِكَ"²⁴۔ حضرت خدیجہؓ آپ کے پاس پہلے مذکور تاریخ کو وفات پا گئیں اور یہ روایت کیا گیا ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائی تھی، اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

²³ - الطبري ، خلاصه سير سيد البشر، ص 107-

²⁴ - نفس مصدر، ص 124

2. اسماء مبارکہ کو صفات قرار دیتے ہوئے اس کا سابقہ حوالہ یوں دیتے ہیں: وَمَعْلُومٌ أَنَّ أَكْثَرَ هَذِهِ الْأَسْمَاءِ صِفَاتٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ شَرْحُ الْمَاحِي وَالْحَاشِرِ وَالْعَاقِبِ وَالْمَقْفِي²⁵ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ان میں سے اکثر اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں اور اس سے قبل ماجی، حاشر، عاقب اور مقفی کی شرح گزر چکی ہے۔

3. ام المومنین حضرت میمونہؓ کے ذکر میں لکھا ہے: وَمَاتَتْ فِيهِ وَدَفِنَتْ فِيهِ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ ذَلِكَ²⁶۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس جگہ (مقام سرف) وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

4. آپ ﷺ کے معجزات کے ذکر میں پہلے گزرے ہوئے سراقہ بن مالک کے واقعہ کا ذکر اس طرح سے کیا ہے: وَمِنْهَا دَعْوَتُهُ عَلَى سِرَاقَةَ لَمَّا أَتَبَعَهُ حِينَ هَاجَرَ فَارْتَضَمَتْ فَرْسَهُ وَقَدْ تَقَدَّمَ²⁷۔ اور آپ ﷺ کے معجزات میں سراقہ کے خلاف دعا بھی ہے، جس سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

5. ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کے حج اور عمرہ کا ذکر کرتے ہوئے اس موضوع پر اپنی ہی ایک تفصیلی کتاب کا حوالہ اس طرح دیا ہے: وَكَانَتْ مُدَّةَ إِقَامَتِهِ بِمَكَّةَ وَأَيَّامَ حَجِّهِ عَشْرَةَ أَيَّامٍ أَفْرَدْنَا بِصِفَةِ حَجِّهِ ﷺ مَوْلَانَا مَسْتَوْعِبًا فِيهِ جَمِيعَ مَا بَلَّغْنَا عَنْهُ ﷺ مِنَ الْأَحْكَامِ وَالْوَقَائِعِ مُنْذُ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى أَنْ رَجَعَ إِلَيْهَا²⁸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حج اور عمرہ میں قیام کی مدت دس روز تھی اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ سے نکلنے اور واپس پلٹنے تک کے عرصہ کے دوران کے، ہم تک پہنچنے والے واقعات اور احکام کو ایک الگ عمدہ تصنیف میں جمع کر دیا ہے۔

²⁵۔ نفس مصدر، ص 72

²⁶۔ نفس مصدر، ص 130

²⁷۔ نفس مصدر، ص 111

²⁸۔ الطبري، خلاصة سير سيد البشر، ص 68

نامکمل معلومات

مؤلف نے جن موضوعات کو ترک کیا، ان کے علاوہ اختیار کردہ موضوعات میں بھی بعض میں ضروری تفصیلات ذکر نہیں کیں، جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1. فصل چہارم میں 22 غزوات کا مختصر ذکر کیا ہے جن میں سے سات غزوات میں لڑائی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جو کہ بدر، احد، خندق، بنی قریظہ، مصطلق، خیبر اور طائف ہیں۔ تاہم ایک قول کے مطابق وادی القریٰ، غابہ اور غزوہ بنی النضیر میں بھی قتال ہوا، تاہم محب الطبری نے جن 22 غزوات کا ذکر کیا، ان میں غزوہ وادی القریٰ کو شمار ہی نہیں کیا اور اسی طرح مؤلف نے غزوہ ذوالعشیرہ کا بیان نہیں کیا، جو دو ہجری میں ہوا۔ سرائی کی تعداد پچاس کے قریب بیان کی ہے تاہم کسی سریہ کی تفصیل ذکر نہیں کی اور نہ ہی ان کے نام ذکر کیے ہیں۔
2. مؤلف نے گیارہ مدخول بہن ازواج مطہرات کا ذکر کر کے ان دس خواتین کا ذکر بھی کیا ہے جنہیں مدخول سے قبل طلاق دے دی گئی۔ مگر حضرت ریحانہ اور حضرت ماریہ کا ذکر ازواج میں نہیں کیا ہے۔ اولاد کے ذکر میں حضرت ماریہ کو حضرت ابراہیم کی والدہ کے طور پر لکھا ہے²⁹۔ آگے آزاد کردہ باندیوں میں بھی ان کا نام لکھا ہے، پھر قاصدوں کے ذکر میں حضرت حاطب اور مقوقس کے ضمن میں، دوبارہ ان کو ابراہیم کی والدہ بتایا ہے۔ ایسی صورت میں ازواج مطہرات کے ساتھ ملحق ان کا ذکر نہ کرنا، ترتیب یا عقیدہ کے ابہام کی علامت ہے۔
3. وادی القریٰ میں پہرہ دینے کی بنا پر حضرت بلال کو پہرہ داروں میں شامل کیا ہے، لیکن اسی وادی میں حضرات ذکوان بن عبد قیس اور سعد بن ابی وقاص نے بھی پہرہ دیا تھا، انہیں شمار نہیں کیا۔
4. والی مصر مقوقس سے آنے والے تحفوں میں مابور نامی غلام اور لزاز نامی گھوڑے کا ذکر نہیں کیا۔

²⁹۔ نفس مصدر، ص 118

علمی نکات / منفرد معلومات

مؤلف نے اپنی مختصر سیرت میں اختصار نگاری کے منہج اور رجحان میں کچھ نئے اضافے کیے ہیں، جو ان کی انفرادیت ہے۔ ان میں سے بعض نئے موضوعات کے اضافے کے حوالے سے ہیں اور کچھ کا تعلق نئی معلومات سے ہے، ذیل میں اس کی تفصیل پیش ہے۔

1. مؤلف گرامی نے رسول اکرم ﷺ کی ظاہری جسمانی صفت اور آپ کی صفات معنویہ کی فصول کو الگ الگ کیا ہے، جن میں تفصیل سے آپ ﷺ کے روزمرہ معاملات اور طرز عمل کو بیان کیا ہے۔ ان فصول میں مؤلف ایسی روایات اور واقعات لائے ہیں جو عموماً مختصر نگاروں کے ہاں بار نہیں پاتے۔ مثلاً حدیث خرافہ، حضرت ابو ہریرہؓ کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار ہوتے وقت آپ ﷺ کو گرانا اور اس طرح کے دیگر واقعات۔

2. اخلاق کے باب میں آپ ﷺ کی متعدد دعائیں منقول ہیں جو دیگر مختصر نگاروں کے یہاں نہیں پائی جاتیں، یعنی موضوع کے اعتبار سے یہ ان کا اپنا اضافہ ہے۔

3. مختصر نگاروں کے یہاں ام المومنین زینب بنت خزيمة کے سابقہ شوہر کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ مؤلف نے حضرت ام حبیبہؓ کو عبید اللہ بن جحش اور حضرت زینب بنت خزیمہ کو عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے امہات المؤمنین کا مکمل نسب بھی فراہم کیا ہے۔

4. مؤلف نے رسول اکرم ﷺ کی حضرت خدیجہؓ سے اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبوت سے قبل عبد مناف پیدا ہوا اور اسلام میں قاسم، عبد اللہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئے رضوان اللہ علیہم³⁰۔ رسول اکرم ﷺ کی اولاد میں ہشام بن عروہ کی روایت کے رو سے عبد العزی اور عبد شمس نامی بیٹوں کا ذکر بھی پایا جاتا ہے، تاہم سیرت کے علمائے ان باتوں کا انکار کیا ہے۔ ابن حزم (المتوفی 456ھ) نے جوامع السیرة

³⁰ - الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص 117

³¹ عبد الغنی المقدسی (المتوفی 600ھ)، نے مختصر سیرۃ النبی³² میں اس کا رد کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اس سے ظاہر قرار دیا ہے کہ وہ اس طرح کے نام رکھیں اور علامہ ابن کثیر (المتوفی 774ھ)، نے البدایہ والنہایہ³³ میں اس روایت کو منکر قرار دیا ہے۔ اس روایت میں دوسری اہم بات بقیہ اولاد کا اسلام کے زمانے میں ہونے کا ذکر ہے، حالانکہ جمہور کی رائے میں رسول اکرم ﷺ کی ساری اولاد ما سوائے ابراہیمؑ کے اور ایک روایت کی رو سے حضرت فاطمہؑ اور عبد اللہ کے، قبل نبوت پیدا ہوئی۔ آگے جا کر مؤلف گرامی نے خود ہی اپنے اس دعوے کی تردید کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب بنت محمد ﷺ کے ذکر میں ابو العاصؓ سے ان کی شادی قبل اسلام ہونے کا ذکر کر دیا ہے³⁴ اور اسلام کے آنے سے قبل تمام بیٹوں کے فوت ہو جانے کا بھی ذکر کیا "وهلك البنون قبل الإسلام"³⁵ حالانکہ یہ بھی درست نہیں، کیونکہ نبوت کے اعلان کے بعد ایک بیٹے کی وفات پر عاص بن وائل نے آپ کو ابتر کہا تھا، تو سورۃ الکوثر نازل ہوئی تھی۔

5. مؤلف نے نبوت کے بارے میں صراحت کی ہے کہ وہ آٹھ ربیع الاول کو ملی اور آپ کی عمر 40 سال اور ایک دن ہو گئی تھی۔ چالیس سال والی روایت تو معروف ہے لیکن ایک دن کے اضافے کا ذکر غالباً المسعودی (المتوفی: 346ھ) سے اخذ کر رہے ہے³⁶ یا المسعودی اور محب الطبری کے کسی مشترکہ ماخذ کے اثرات کا نتیجہ ہے، جس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔

31 - ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى 456هـ)، جوامع السيرة النبوية، دار الكتب العلمية - بيروت، ص 44

32 - المقدسي، أبو محمد، عبد الغني بن عبد الواحد (المتوفى 600 هـ)، مختصر سيرة النبي و أصحابه العشرة (تحقيق: خالد بن عبد الرحمن الشايع)، دار البنسبية، رياض، 1421 هـ، ص 23

33 - أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى: 774هـ)، البداية والنهاية (تحقيق: علي شيري)، دار إحياء التراث العربي، ط: الأولى 1408هـ / 1988 م، ج 5 ص 348

34 - الطبري، خلاصه سیر سید البشر، ص 119

35 - نفس مصدر، ص 136

36 - المسعودي، أبو الحسن علي بن الحسين بن علي (346هـ)، مروج الذهب ومعادن الجوهر (تحقيق: أسعد داغر)، دار الهجرة، قم، 1409هـ، ج 2 ص 273-

6. امہات المؤمنین کی فصل کے آخر میں مختلف اقوال کا خلاصہ ابو سعید کی شرف النبوة سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی 21 بیویاں تھی، چھ کو طلاق دی، دس کو چھوڑ کر فوت ہوئے، ایک سے دخول نہیں ہوا، نو کی باری مقرر فرماتے تھے۔ ایک فصل کے آخر میں پوری فصل کی بحث کا خلاصہ بیان کرنا یہ ان کا اپنا جداگانہ طرز ہے اور یہ خلاصہ بھی خود انہوں نے نہیں دیا، بلکہ سیرت کی ایک مکمل کتاب سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح تمام امہات المؤمنین کا ماسوائے سیدہ صفیہؓ کے حق مہر یکساں مقدار میں 500 درہم قرار دینے کی روایت بھی مؤلف گرامی کی منفرد ہے وَكَانَ صِدَاقُهُ لِنِسَائِهِ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ هَذَا أَصَحُّ³⁷۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں ہر ایک کا حق مہر پانچ سو درہم تھا اور یہی صحیح تر ہے۔ حالانکہ کئی زندگی کے احوال میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کے ضمن میں مؤلف گرامی اس کے خلاف ایک روایت درج کر چکے ہیں³⁸۔
7. مؤلف نے نبی پاک ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عباسؓ اور حضرت ابو بکرؓ کا ثابت قدم رہنا لکھا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے متعلق تو سیرت کے مصادر اور مختصر نگار یہ بات بیان کرتے ہیں، تاہم حضرت عباسؓ کے بارے میں یہ بات مختصر نگاروں میں انہوں نے منفرد طور پر کی ہے۔
8. مؤلف گرامی نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کا فردا فردا پڑھے جانے کی جو توجیہ کی ہے جو کسی اور مختصر نگار نے نہیں کی۔ علامہ نے اس کی دو وجوہات بیان کی ہیں: ۱۔ تاکہ ہر ایک کی نماز اصل قرار پائے ۲۔ اور وقت نماز طویل ہو جائے تاکہ باہر سے آنے والے شریک ہو سکیں³⁹۔
9. مؤلف نے رسول اکرم ﷺ کی قبر اطہر میں اترنے والوں میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کا نام گنوا یا ہے، جو کسی اور مختصر نگار نے ذکر نہیں کیا۔

³⁷ - الطبري ، خلاصة سير سيد البشر، ص 134

³⁸ - نفس مصدر، ص 32

³⁹ - الطبري ، خلاصة سير سيد البشر ، ص 153

اولیت کا ذکر

اولیات علوم تاریخ و سیرت کی ایک شاخ ہے، جس میں کسی کام کے سب سے پہلے سرانجام دینے والوں کی معلومات جمع کی جاتی ہیں۔ مؤلف نے متعدد مقامات پر اولیات کا ذکر کیا ہے، جس کی مثالیں درج ذیل ہیں، وہ لکھتے ہیں:

1. خنوخ وَهُوَ إِدْرِيسُ أَوْلُ بَنِي آدَمَ أُعْطِيَ التُّبُوَّةَ وَحُطَّ بِالْقَلَمِ⁴⁰۔ خنوخ، حضرت ادريس عليه السلام ہیں جنہیں بنی آدم علیہ السلام میں سب سے پہلے نبوت عطا کی گئی اور وہی پہلے ہیں جنہوں نے لکھنا شروع کیا۔
2. وروى أن أول من أسلم من النساء خديجةُ ومن الرجال أبو بكر ومن الغلمان على بن أبي طالب⁴¹۔ اور روایت کیا گیا کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، مردوں میں حضرت ابو بکر اور لڑکوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہما ایمان لائے۔
3. وَهِيَ أَوْلُ مَنْ مَاتَ مِنْ أَزْوَاجِهِ بَعْدَهُ وَأَوْلُ مَنْ حَمَلَ عَلَيَّ نَعَشَ (زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ)⁴²۔ ازواج مطہرات میں حضرت زینبؓ بن جحش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سب سے پہلے فوت ہوئیں اور وہی سب سے پہلی خاتون ہیں، جن کی میت کو نعش پر لے جایا گیا۔
4. الْكُتَيْبُ وَهُوَ أَوْلُ فَرَسٍ مَلَكَهُ ﷺ وَأَوْلُ فَرَسٍ غَزَا عَلَيْهِ⁴³۔ الکسب وہ پہلا گھوڑا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آیا اور وہی پہلا گھوڑا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فرمایا۔
5. وَهِيَ أَوْلُ بَغْلَةَ رَكِبَتْ فِي الْإِسْلَامِ⁴⁴۔ اسلام میں یہ پہلا بچر ہے، جس پر سواری کی گئی۔

⁴⁰۔ نفس مصدر، ص 20

⁴¹۔ نفس مصدر، ص 39

⁴²۔ نفس مصدر، ص 129

⁴³۔ الطبری، خلاصہ سیر سید البشر، ص 166

⁴⁴۔ نفس مصدر، ص 169

6. الْقَضِيبُ وَهُوَ أَوْلُ سَيْفٍ تَقْلُدُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ⁴⁵۔ قضیب پہلی تلوار ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے جمائل فرمایا۔

اسی طرح سب سے آخر میں وقوع پذیر ہونے والی بات کا ذکر بھی الگ سے کرتے ہیں، جس طرح حضرت ام سلمہؓ کے ترجمہ میں لکھا:

1. "وَهِيَ آخِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَفَاةٌ وَقِيلَ مَيْمُونَةٌ آخِرَهُ"⁴⁶
2. حضرت ميمونہؓ کے بارے میں لکھا کہ: وَهِيَ آخِرُ مَنْ تَزَوَّجَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَآخِرُ مَنْ تَوَقَّيَ مِنْهُنَّ حِكَاةُ الْمُنْدَرِيِّ⁴⁷۔ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں ان سے شادی ہوئی اور بقول امام منذری وہی سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔

عقیدہ کا اظہار

مؤلف گرامی نے روایات سیرت میں اپنے عقیدہ کا اظہار متعدد مقامات پر کیا ہے۔ مثلاً رسول اکرم ﷺ کے علم کے متعلق مختلف فرقوں میں سیرت کے باب میں معرکہ آرا بحثیں موجود ہیں۔ مؤلف گرامی اس ضمن میں اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: "كَانَ ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ وَأَتَاهُ اللَّهُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ"⁴⁸ یعنی آپ خاتم النبیین اور رسولوں کے سردار ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کا علم عطا کیا۔ اسی طرح آپ ﷺ کی صفات معنویہ کی فصل کے آخر میں آپ ﷺ کی نعت میں اشعار درج کیے گئے ہیں۔ کسی شاعر کا نعتیہ کلام اپنی مختصر میں شامل کرنا، موضوع کے اعتبار سے ایک ایسی جداگانہ بات ہے جو دیگر مختصر نگاروں کے ہاں نہیں پائی جاتی۔ مؤلف گرامی نے امین العاصمی کے نعتیہ کلام کو کتاب کا حصہ بنایا ہے، جس کے آخر میں رسول اکرم ﷺ کے اخلاق اختیار کر کے سنی بننے اور نجات پانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

⁴⁵ - نفس مصدر، ص 174

⁴⁶ - نفس مصدر، ص 128

⁴⁷ - نفس مصدر

⁴⁸ - الطبري، خلاصة سير سيد البشر، ص 105

یہ بھی مؤلف اور ناظم کے عقیدہ کا واضح اظہار ہے۔ لکھا ہے۔ فاختر من الأخلاق ما كان الرسول اختاره ... (لتعد سنيا وتوشك أن تبوء داره ...) صلى الله عليه وعلى آله وعلى جميع الأنبياء وأهم أجمعين⁴⁹۔ یعنی وہ اخلاق اختیار کر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائے تاکہ تو سنی شمار کیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ تو ان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو۔

جامعیت و اختصار

علامہ محب الطبری کی یہ کتاب سیرت، قدیم اور جدید علماء میں مقبول ہے اور انہوں نے اس سے استفادہ بھی کیا ہے اور اس کے جامعیت کے وصف کی تعریف بھی کی ہے۔ امام یحییٰ بن ابی بکر العامری (المتوفی 893ھ) نے بحجۃ المحافل میں اسے بہترین مختصر قرار دیا ہے، وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں: واحسن مختصر في ذلك خلاصة السير للمحب الطبری⁵⁰

اسی طرح دور جدید میں سیرت کے نامور جید عالم محمد یلسین مظہر صدیقی نے اس کتاب کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا اور اس پر تبصرہ کیا۔ انہوں نے اپنی کتاب مصادر سیرت نبوی جلد دوم میں محب الطبری کی اس کتاب پر جامع تبصرہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے مقالات کے مجموعہ "مقالات سیرت" میں بھی اس کتاب کے مضامین پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ انہوں نے دیگر متداول مختصرات سے اس کا تقابل کرتے ہوئے اسے جامع ترین مختصر قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

اگر کوئی جامع مختصر سیرت ہے تو وہ محب طبری کا خلاصہ السیر ہے کہ وہ تمام ضروری معلومات پیش کرتا ہے اور تمام فصول کو جامع بناتا ہے۔ ان میں نہ معلومات کا خلا ہے نہ بیانیہ کی تفشگی۔ وہ سیرت نبوی ﷺ اور اطراف سیرت دونوں کا جامع ہے۔ اگرچہ بعض فصول بالخصوص معجزات کی طویل ترین فصل کو مزید

⁴⁹۔ نفس مصدر، ص 106

⁵⁰۔ العامري، يحيى بن أبي بكر (المتوفى 893 هـ)، بحجة المحافل وبعية الأمائل في تلخيص المعجزات والسير والشماثل، دار صادر، بيروت، مقدمة ج 1 ص 6-

مختصر کر کے جامع بنایا جاسکتا ہے۔۔۔ اب تک کی معلومات کے مطابق خلاصہ السیر سب سے بہتر اور جامع

ترین مختصر سیرت ہے⁵¹۔

وہ ایک اور جگہ رقمطراز ہیں:

"انتہائی اختصار کے باوجود ان کا رسالہ قیمتی ہے وہ کوزے میں دریا بند کرنے کی مانند ہے انہوں نے تمام

ضروری معلومات کو پچاس صفحات میں جمع کر دیا، یہ ان کے طریقہ کار کا نتیجہ ہے اور اسلوب کا بھی بایں

ہم یہ خواہش ابھرتی ہے کہ کاش علامہ موصوف نے متعلقات سیرت سے زیادہ سیرت نبوی کے اصل

واقعات پر اور خاص کر مدنی واقعات پر زور دیا ہوتا۔"⁵²

مابعد پر اثرات

امام یحییٰ ابن ابی بکر العامری (المتوفی 893ھ) نے بحجۃ المحافل میں اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں⁵³۔ اسی

طرح امام سیرت ابن سید الناس (المتوفی 734ھ) نے نہ صرف اس سے استفادہ کیا بلکہ اپنی کتاب نور العیون اسی پر

مبنی کی ہے۔ ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں: خلاصہ سیرۃ سید البشر اول روز سے ہی مقبول رسالہ ہے جو کہ

54 صفحات کی چھوٹی تقطیع کا رسالہ ہے۔ کئی بار چھپا اور ابن سید الناس سے قبل معروف تھا، ابن سید الناس نے۔ دونوں

کتب میں اس سے استفادہ کیا۔ تاہم نور العیون تو صرف اسی پر مبنی اور ماخوذ ہے⁵⁴۔

⁵¹ - صدیقی، نور العیون کا اصل ماخذ، مشمولہ مقالات سیرت، ج 1 ص 135 (نوٹ: مقالہ نگار کو فاضل سیرت نگار کے خلاصہ

السیر کے متعلق جامع کتاب ہونے کے دعویٰ سے اتفاق ہے تاہم اسے جامع ترین مختصر قرار دینے کے متعلق فاضل سیرت نگار

سے باادب اختلاف ہے، مقالہ نگار نے المختصر الکبیر پر لابن جماعہ، (المتوفی 767ھ) پر اپنے تفصیلی تبصرہ میں اب تک کی

معلومات کے مطابق، اسکے جامع ترین مختصر ہونے کی رائے دی ہے، مقالہ مذکورہ زیر طبع ہے۔ بحوالہ: (ابن جماعہ، عبد العزیز

بن محمد (المتوفی 767ھ)، المختصر الکبیر فی سیرۃ الرسول ﷺ (محقق: سامی مکی العانی)، دار البشیر /

عمان، ط: الأولى، 1993م)

⁵² - صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر، مصادر سیرت نبوی ﷺ، دار النوادر، لاہور، 2016، ج 2 ص 18۔

⁵³ - العامری (المتوفی 893ھ)، بحجۃ المحافل وبعیۃ الأمائل، ج 1 ص 38۔

⁵⁴ - صدیقی، ڈاکٹر محمد یسین مظہر، نور العیون کا اصل ماخذ، مشمولہ مقالات سیرت، ج 1 ص 177، ج 1 ص 124

خلاصہ کلام

خلاصہ سیر سید البشر، محب الدین احمد بن عبد اللہ الطبری (694ھ) کی مطبوعہ کتاب ہے، جس کے مخطوطات دنیا بھر کی مختلف لائبریریوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب بارہ چھوٹی بڑی کتب کا خلاصہ ہے اور 24 فصلوں پر مشتمل ہے۔ یہ جامع ترین اور مختصر کتاب ہے۔ مؤلف نے اپنی افتاد طبع کے مطابق ابواب و فصول قائم کیے اور ان میں اپنی مرضی کی معلومات جمع کیں۔ کئی دور کو زیادہ جگہ دی گئی ہے اور مدنی واقعات کا تذکرہ بہت کم ہے۔ خصوصاً اور معجزات کی فصول زیادہ طویل ہیں۔ واقعہ کی زمانی تحدید کا البتہ خیال رکھتے ہیں۔ مختلف روایات میں کبھی ترجیح سے کام لیتے ہیں اور کبھی عدم ترجیح کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ضعیف روایات بھی لائے ہیں اور کبھی کسی روایت کے ضعف کی طرف مہول صیغے کے استعمال سے اپنے عدم اطمینان کا اشارہ بھی کر دیا ہے۔ واقعات کی جزئیات بیان کر کے معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ موضوعات اور معلومات کے ضمن میں نئے اضافے بھی کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر جہور کے اقوال کی مخالفت بھی کی ہے۔